گرامی قدر جناب مفتی صاحب! السلام علیکم

میں یہاں کوریا میں رہتا ہوں۔ نماز باجماعت کے حوالے سے بعض لوگوں کا مندرجہ ذیل طرز عمل مشاہدے میں آیا ہے
شریعت کی روشنی میں ان کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

1) اکثر اوقات ایک آدمی Prayer Room میں انفرادی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ دوسرا آدمی داخل ہوکر بطور مقتدی پہلے آدمی کے دائیں جانب کھڑا ہوکر نماز میں شامل ہوجاتا ہے۔ اب پہلا آدمی اگر رکوع میں جاتا ہے تو امام کے طور پر اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ اسی طرح سارے ارکان میں وہ امام بن جاتا ہے اور دوسرا آدمی اقتدا کرتا ہے

2) دوسرا مشاہدہ مغرب کی نماز کے متعلق ہے۔ جب ہم مغرب کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو ایک اکیلا آدمی مسجد میں داخل ہوکر اقامت پڑھتا ہے۔ پھر اونچی آواز سے تکبیر تحریمہ یہاں تک کہ قراءت بھی جہر کے ساتھ۔ لیکن پیچھے کوئی مقتدی نہیں ہوتا۔ بعد میں اس کے ساتھی پہنچ کر اس کی اقتدا میں نماز میں شامل ہوجاتے ہیں۔

براہ مہربانی رہنمائی فرمائیں کہ شریعت میں ایسی نماز باجماعت کی گنجائش ہے

والسلام
محمد عاقل
سیول۔ کوریا

دارالافتاء
فتوی نمبر ۱۶۲۱/۶۲
مورخہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

(۱)---اگر کوئی شخص تنہا فجر، مغرب یا عشاء کی فرض نماز آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو کہ اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتدا کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) یہ شخص دل میں قصد کر لے کہ میں اب امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جائے۔

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ قصد نہ کرے، بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گویا یہ شخص میرے پیچھے آ کھڑا ہوا، لیکن میں امام نہیں بنتا، بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں تو پہلی صورت میں اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، لہذا اگر سورۃ الفاتحہ یا کسی قدر دوسری سورۃ بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسی جگہ سے بقیہ فاتحہ یا بقیہ سورۃ کو بلند آواز سے پڑھے، اس لیے کہ امام کو فجر، مغرب اور عشاء کے وقت بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، البتہ دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں ہے، تاہم اس مقتدی کی نماز درست رہے گی، کیونکہ صحتِ صلوۃ مقتدی کے لیے امام کا نیتِ امامت کرنا ضروری نہیں البتہ اس بات کا خیال رہے کہ دونوں کی نماز ایک ہو۔ (ماخذہ بہشتی زیور: ۹۱۱)۔

حاشية ابن عابدين - (1 / 532)

قوله (أعادها جهرا) لأن الجهر فيما بقي صار واجبا بالاقتداء والجمع بين الجهر والمخافتة في ركعة واحدة شنيع

بحر

ومفاده أنه لو ائتم بعد قراءة بعض السورة أنه يعيد الفاتحة والسورة فليراجع

ح قوله (لكن الخ) استدراك على قوله ولو ائتم به وهذا قول آخر وقد حكى القولين القهستاني حيث قال إن الإمام لو خافت ببعض الفاتحة أو كلها أو المنفرد ثم اقتدى به رجل أعادها جهرا كما في الخلاصة وقيل لم يعد وجهر فيما بقي من بعض الفاتحة أو السورة كلها أو بعضها كما في المنية اهـ وعزا في القنية القول الثاني إلى القاضي عبد الجبار وفتاوى السعدي ولعل وجهه أن فيه التحرز عن تكرار الفاتحة في ركعة وتأخير الواجب عن محله وهو موجب لسجود السهو فكان مكروها وهو أسهل من لزوم الجمع بين الجهر والإسرار في ركعة

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

على أن كون ذلك الجمع شنيعا غير مطرد لما ذكره في آخر شرح المنية أن الإمام لو سها فخافت بالفاتحة في الجهرية ثم تذكر يجهر بالسورة ولا يعيد ولو خافت بآية أو أكثر يتمها جهرا ولا يعيد

وفي القهستاني ولا خلاف أنه إذا جهر بأكثر الفاتحة يتمها مخافتة كما في الزاهدي ا هـ أي في الصلاة السرية وكون القول الأول نقله في الخلاصة عن الأصل كما في البحر والأصل من كتب ظاهر الرواية لا يلزم منه كون الثاني لم يذكر في كتاب آخر من كتب ظاهر الرواية فدعوى أنه ضعيف رواية ودراية غير مسلمة فافهم

قال الرافعي تحته:

لعل الاولي ابدال اسهل باشد مثلاًحتي يظهر كون ماذكر وجهاللقيل الثاني-

البحر الرائق – (1 / 382)

والحاصل أن اتحاد الصلاتين شرط لصحة الاقتداء وذلك بأن يمكنه الدخول في صلاته بنية صلاة الإمام فتكون صلاة الإمام متضمنة لصلاة المقتدي وهو المراد بقوله عليه الصلاة والسلام الإمام ضامنأي تتضمن صلاته صلاة المقتدي

وأشار بمنع اقتداء المفترض بالمتنفل إلى منع اقتداء الناذر بالناذر لأن صلاة الإمام نفل بالنسبة إلى المقتدي لأن التزامه إنما يظهر عليه فقط إلا إذا نذر أحدهما عين ما نذره الآخر فاقتدى أحدهما بالآخر فإنه يجوز للاتحاد وإلى أنه لو أفسد كل منهما التطوع ثم اقتدى أحدهما بالآخر في قضائه فإنه لا يجوز لما ذكرناه للاختلاف كما لو اقتدى من أفسد بمن يصلي منذورة إلا إذا كان اقتدى أحدهما بالآخر تطوعا ثم أفسداه ثم قضياه بالاقتداء يجوز للاتحاد

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح – (1 / 194)

وأما نية الإمامة فليست بشرط إلا في حق النساء ولا يلزم المقتدي تعيين الإمام بل الأفضل عدمه لأنه لو عينه فبان خلافه فسدت صلاته

(۲)۔۔۔واضح رہے کہ جماعت کے لیے کم از کم دو نمازیوں کا ہونا شرط ہے اس لیے تنہا بلند آواز سے تکبیر اور قراءت کرنے والا شخص دوسرے نمازی کے آنے سے پہلے امام نہیں بن سکتا، بلکہ منفرد کہلائے گا اور مغرب کی نماز میں اکیلے نماز پڑھنے والے کو جہر اور خفاء دونوں کا اختیار ہے، اس لیے اس کے حکم میں بھی وہی تفصیل ہے جو سوال نمبر ایک کے حکم میں ہے۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

الفتاوى الهندية – (1 / 66)

والإمام ينوي ما ينوي المنفرد ولا يحتاج إلى نية الإمامة حتى لو نوى أن لا يؤم فلانا فجاء فلان واقتدى به جاز هكذا في فتاوى قاضي خان

البحر الرائق – (1 / 366)

ولم يذكر المصنف بقية أحكامها فمنها أن أقلها اثنان واحد مع الإمام في غير الجمعة لأنها مأخوذة من الاجتماع وهما أقل ما يتحقق بهما الاجتماع ولقوله عليه الصلاة والسلام الاثنان فما فوقهما جماعة (1) وهو ضعيف كما في شرح منية المصلي وسواء كان ذلك الواحد رجلا أو امرأة حرا أو عبدا أو صبيا يعقل ولا عبرة بغير العاقل

وفي السراج الوهاج لو حلف لا يصلي بجماعة وأم صبيا يعقل حنث في يمينه ولا فرق في ذلك بين أن يكون في المسجد أو بيته حتى لو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده فقد أتى بفضيلة الجماعة

الفتاوى الهندية – (1 / 72)

ويجهر بالقراءة في الفجر وفي الركعتين الأوليين من المغرب والعشاء إن كان إماما ويخفيها فيما بعد الأوليين كذا في الزاهدي ويخفيها الإمام في الظهر والعصر وإن كان بعرفة ويجهر بالجمعة والعيدين كذا في الهداية وكذا يجهر في التراويح والوتر إن كان إماما وإن كان منفردا إن كانت صلاة يخافت فيها يخافت حتما هو الصحيح وإن كانت صلاة يجهر فيها فهو بالخيار والجهر أفضل ولكن لا يبالغ مثل الإمام لأنه لا يسمع غيره كذا في التبيين ولا يجهد الإمام نفسه بالجهر كذا في البحر الرائق........والله تعالي اعلم

حمزہ بن عبدالرزاق عفا اللہ عنہما

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۸/رجب/۱۴۳۵

۸/مئی/۲۰۱۴

الجواب صحیح
محمود اشرف غفراللہ
۸/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۱۰/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
۸/۷/۱۴۳۵ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۶۲۱/۶۲
۱۰/۷/۱۴۳۵ھ
۱۰/۵/۲۰۱۴

مفتی
جامعہ دارالعلوم کراچی